سلسلہ نمبر ۱۴

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

'' قرآن وسنت اور تواتر وتعامل ''

﴿ نظرثانی وعنوانات : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

قرآن، سنت، تواتر اور تعامل میں انتہائی گہرا تعلق ہے اور اِن پر ہی دین کی بنیاد قائم ہے۔ جس طرح اگر سنت کو چھوڑ دیا جائے تو بھی دین نہیں رہتا اور جس طرح قرآن کی تفسیر سنت سے کی جاتی ہے اسی طرح قرآن وسنت دونوں کی تفسیر تواتر وتعامل کرتے ہیں۔

اُمت مسلمہ میں اگر کسی گروہ نے حدیث کو چھوڑا ہے تو وہ گروہ گمراہ ہو گیا ہے بالکل اسی طرح جس نے تواتر سے انحراف کیا ہے تو وہ بھی راہِ حق سے ہٹ گیا ہے۔ قرآن وسنت کے باہمی ارتباط کے بارے میں قرآن حکیم میں جابجا ارشادات موجود ہیں، ارشاد ہے :

(۱) وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ . (سورة النحل)

'' اور ہم نے تم پر یہ یادداشت اُتاری کہ تم کھول دو لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اُن کے واسطے اُتری ہے''۔

(۲) وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ . (سورة النحل)

''اور ہم نے اُتاری تم پر کتاب اِسی واسطے کہ کھول کر سنادو تم اُن کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں، اور سیدھی راہ دکھانے کو اور ایمان والوں کی بخشش کے لیے''۔

(۳) مَاۤ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا . (سورۃ الحشر)

''تم کو جو رسول دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے وہ چھوڑ دو''۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جن کا علمی مقام اتنا بلند ہے کہ کُتب اسماء الرجال میں خُلفاء اربعہ کے بعد پانچویں نمبر پر اِن ہی کا اسم گرامی آتا ہے۔ اسی آیت سے استدلال فرما کر چہرہ وغیرہ پر نقش گودنے کی حرمت اور اِس کام کے کرانے والے اور انجام دینے والے کے ملعون فی کتاب اللہ ہونے فتوی دیا ہے جیسا کی کتب حدیث میں ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے :

(۴) وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (سورۃ النجم)

''رسول اللہ ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتے یہ تو بھیجا ہوا حکم ہوتا ہے''۔

(۵) فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖ اَنْ تُصِیْبَھُمْ فِتْنَۃٌ اَوْ یُصِیْبَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ . (سورۃ النور)

''ڈرتے رہیں وہ لوگ جو اُن کے امر کے خلاف کرتے ہیں اِس سے کہ کہیں اُن پر کچھ خرابی آپڑے یا اُنہیں دردناک عذاب پہنچے''۔

(۶) لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ . (سورۃ الاحزاب)

''تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کے طور سیکھنے بہتر ہیں''۔

(۷) قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ . (سورہ اٰل عمران)

''کہہ دو اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت رکھتے ہو تو میری راہ چلو''۔

(۸) وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ . (سورۃ النساء)

''جس نے رسول کا حکم مانا اُس نے اللہ کا حکم مانا''۔

اسی لیے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد نماز جیسی عظیم عبادت رسول اللہ ﷺ کے عمل اور حکم کی بناء پر بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے سترہ ماہ تک پڑھی جاتی رہی جیسا کہ اس آیت مبارکہ میں ذکر فرمایا گیا ہے کہ وَمَاجَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ کُنْتَ عَلَیْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْهِ (سورۃ البقرہ) اور ہم نے وہ قبلہ جس پر تم پہلے تھے محض اس لیے مقرر کیا تھا کہ معلوم کریں کہ کون رسول کا تابع رہے۔

ارشادِ ربّانی ہے :

(۹) وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا . (سورۃ المائدہ)

''اور اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور (نافرمانی سے) بچتے رہو''۔

ارشاد ہوا :

(۱۰) یَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبَاتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَآئِثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلَالَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْهِمْ .

(سورۃ الاعراف)

''وہ اُن کو نیک کام کا حکم کرتا ہے اور بُرے کام سے منع کرتا ہے اور حلال کرتا ہے اُن کے لیے سب پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے اُن پر ناپاک چیزیں، اور اُتارتا ہے اُن پر اُن کے بوجھ اور وہ قیدیں جو اُن پر تھیں''۔

(۱۱) وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِیْنًا

(سورۃ الاحزاب)

''اور کسی ایماندار مرد اور ایماندار عورت کا کام نہیں کہ جب مقرر کردے اللہ اور اُس کا رسول کوئی کام کہ اُن کو اپنے کام کا اختیار رہے اور جس نے اللہ کی اور اُس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ راہ سے بھٹک کھلا بھٹک گیا''۔

اِن آیاتِ مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کے حکم، آپ کے ارشادات اور آپ کا فیصلہ ماننے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ کہ

آپ کی پیروی بھی اور آپ کی تشریح وتفسیر بھی واجب العمل ہوگی اور یہ سب چیزیں سنت اور حدیث کہلاتی ہیں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی متعدد طرق سے یہ روایت دی ہے :

کُنْتُ اَکْتُبُ کُلَّ شَیْءٍ اَسْمَعُہٗ مِن رَّسولِ اللّٰہِ ﷺ وَاُرِیْدُ حِفْظَہٗ فَنَھَتْنِیْ قُرَیْشٌ وَقَالُوا تَکْتُبُ کُلَّ شَیْءٍ تَسْمَعُہٗ مِن رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَشَرٌ یَتَکَلَّمُ فِی الرِّضَا وَالْغَضَبِ قَالَ فَاَمْسَکْتُ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُکْتُبْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا خَرَجَ مِنْہُ اِلَّا حَقٌّ وَاَشَارَ بِیَدِہٖ اِلٰی فِیْہِ. (المستدرک ص ۱۰۵ ج ا)

'' میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سُنا کرتا تھا اور اُسے یاد کرنا چاہتا تھا وہ لکھ لیا کرتا تھا تو مجھے قریش کے حضرات نے منع کیا اور کہنے لگے کہ تم رسول اللہ ﷺ کی ہر بات ہی لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ انسان ہیں خفگی اور خوشی میں بھی کلمات ارشاد فرماتے ہیں تو میں اِن کے کہنے پر لکھنے سے رُک گیا۔ پھر میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ '' لکھتے رہو قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اِس سے وہ ہی بات نکلتی ہے جو حق ہو، اور آپ نے اپنے دست مبارک سے دہن مبارک کی طرف اشارہ فرمایا''۔

یہ بالکل وہ ہی بات ہے جو قرآن پاک میں ارشاد ہوئی کہ : '' وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ''

خطیب بغدادیؒ نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ایک خطبہ نقل فرمایا ہے، جو آپ نے غزوۂ خیبر کے موقعہ پر حاکم خیبر کی شکایت پر جو بڑا مکار وفریب کار تھا، ارشاد فرمایا جس کا ایک حصہ یہ ہے :

فَغَضِبَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ یَا ابْنَ عَوْفٍ قُمْ فَارْکَبْ فَرَسَکَ فَنَادِ فِی النَّاسِ اَلَا اِنَّ الْجَنَّۃَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِمُؤْمِنٍ وَاَنِ اجْتَمِعُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ فَاجْتَمَعُوْا

فَصَلّٰی بِھِمُ النَّبِیُّ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ :

بِحَسْبِ امْرِیٍٔ قَدْ شَبِعَ وَبَطِنَ وَھُوَمُتَّکِیٌٔ عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ لَا یَظُنُّ اَنَّ لِلّٰہِ حَرَاماً اِلَّا مَا فِی الْقُرْاٰنِ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ قَدْحَرَّمْتُ وَنَھَیْتُ وَوَعَظْتُ بِاَشْیَآءَ اِنَّھَا لَمِثْلُ الْقُرْاٰنِ اَوْاَکْثَرَ لَا اُحِلُّ مِنَ السِّبَاعِ کُلَّ ذِیْ نَابٍ وَلَا الْحُمُرَا لْاَھْلِیَّۃَ وَلَا اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا بِاِذْنٍ وَلَا اَکْلَ اَمْوَالِھِمْ اِلَّا اِذَا طَابُوْا بِہٖ نَفْسًا وَلَا ضَرْبَ نِسَآئِھِمْ اِذَا اَعْطُوا الَّذِیْ عَلَیْھِمْ. (کفایہ ص۹)

''نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کو غصہ آیا آپ نے فرمایا اے ابن عوف! اُٹھو اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر لوگوں میں اعلان کردو کہ خبردار!

جنت صرف مؤمن کے لیے ہے اور یہ اعلان کردو کہ نماز کے لیے جمع ہو جائیں چنانچہ مسلمان جمع ہو گئے۔ نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے نماز پڑھائی پھر آپ نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی کی بربادی کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ سیر ہو، اُس کا پیٹ بھرا ہو، فاخرانہ مزین سریر پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور یہ نہ سمجھتا ہو کہ اللہ کے نزدیک قرآن پاک میں ذکر کردہ محرمات کے سوا بھی محرمات ہیں جبکہ میں نے خدا کی قسم بہت سی چیزوں کے بارے میں حرمت کا حکم دیا ہے منع کیا ہے وعظ کہا ہے وہ بھی قرآن ہی کی طرح ہیں یا (تعداد میں) اُس سے بھی زیادہ۔ میں نے چوپایوں میں ہر ذی ناب کو اور پالتو گدھوں کو حلال نہیں قرار دیا اور نہ یہ جائز قرار دیتا ہوں کہ اہلِ کتاب کے گھروں میں بے اجازت لیے داخل ہو اور نہ ہی میں یہ جائز قرار دیتا ہوں کہ اُن کے مال کھاؤ سوائے اِس کے کہ وہ بخوشی دیں اور نہ ہی اُن کی عورتوں کو مارنا پیٹنا حلال قرار دیتا ہوں جبکہ وہ جو اُن کے اُوپر (جزیہ) لگایا گیا ہے دیتے ہیں''۔

خطیب بغدادیؒ نے اس کے قریب المعنی بہت سی روایات اور بھی دی ہیں۔ قرآن وسنت کے ربطِ باہمی کی کچھ اور مثالیں ملاحظہ ہوں :

(۱) قرآن پاک کی آیت میراث :

یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ .... اِلٰی .... قَوْلِہٖ تَعَالٰی فَلِاُمِّہِ الثُّلُثُ

(پ ۴ رکوع ۱۳)

اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے.......(اور پھر اولاد اور ماں باپ کی وراثت کے احکام ذکر فرمائے گئے ہیں)

اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ یا اولاد اگر کافر بھی ہوں گے تب بھی ایک کی دوسرے کو میراث ملے گی۔ لیکن سنت نے بتلایا کہ اس آیت کا حکم اُن ہی ماں باپ اور اُن ہی بچوں کے لیے ہے جو مذہب میں ایک ہوں اگر مذہب ایک نہ ہوں گے تو یہ حکم نہ ہوگا اور اسی پر عمل چلا آرہا ہے۔

(۲) قرآن کریم میں ارشاد ہے :

فَلَا تَحِلُّ لَہٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ . (پ ۲ رکوع ۱۳)

اس کا مطلب ہے کہ اگر کسی نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دیں ہیں تو اب اِس کے لیے وہ عورت حلال نہیں جب تک اُس کے سوا کسی خاوند سے نکاح نہ کرے۔

آیت سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ فقط نئے مرد سے نکاح کے بعد عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہوجائیگی لیکن سنت نے بتلایا کہ اس سے مراد عقد کے بعد تعلق زن وشوئی ہے اور اس کی تفسیر کے بارے میں حضرت رفاعہؓ کی اہلیہ کا واقعہ احادیث میں آتا ہے۔

(۳) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْآ اَیْدِیَھُمَا . (پ ۶ رکوع ۱۰)

''اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت اُن کے ہاتھ کاٹ ڈالو''۔

اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم ہر چور کے لیے ہے چاہے اُس نے چھوٹی سے چھوٹی چیز چرائی ہو۔ لیکن سنت نے بتلایا کہ اس سے مراد وہ چور ہے کہ جس کی چوری کی مالیت چوتھائی دینار ہو۔

حضرت عمران بن الحصینؓ سے ایک شخص نے کہا کہ یہ کیا حدیثیں ہیں جو آپ لوگ ہم سے بیان کرتے

ہیں اور قرآن کو آپ لوگوں نے چھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ بتلاؤ کہ اگر تم اور تمہارے جیسے لوگ سوائے قرآن کے اور کچھ نہ مانیں تو کہاں سے جانو گے کہ ظہر کی نماز میں رکعتوں کی تعداد کتنی ہے اور عصر کی کتنی ہے اور اس کا وقت کب شروع ہوتا ہے اور مغرب کی نماز کیسے ہوتی ہے، عرفات میں قیام کیسے اور رمی جمار کس طرح ہوتی ہے اور چور کا ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے گا، گٹے سے یا کُہنی سے یا مونڈھے سے۔ پھر فرمایا :

اِتَّبِعُوْا حَدِیْثَنَا مَا حَدَّثْنَاکُمْ وَاِلاَّ وَاللّٰہِ ضَلَلْتُمْ (کفایہ ص ۱۶)

''ہم تمہیں جو حدیثیں سناتے ہیں اُن کی پیروی کرو، ورنہ خدا کی قسم تم گمراہ ہو جاؤ گے''۔

حضرت عمران بن الحصینؓ کے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہو رہا ہے کہ حدیث کا قرآن سے کس قدر اہم اور گہرا ربط ہے۔ بالکل اسی طرح تواتر کا بھی درجہ ہے۔ تواتر کا مطلب ہے کہ علماء اور عوام کی جماعت کسی بات کو شروع سے نقل کرتی چلی آرہی ہو۔ مثلاً قرآن پاک کی ہر ہر آیت اور ہر ہر قراءت کو شروع سے آج تک تمام علماء قراء اور حفاظ نقل کرتے چلے آرہے ہیں تو قرآن پاک کا قرآن ہونا تواتر کی قوت سے ثابت ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی چیزیں ہیں مثلاً نمازوں کے پانچ اوقات، اذان، تکبیر، نمازوں کی رکعات اور مثلاً ڈاڑھی کا ثبوت، قربانی، شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا اور ختنہ وغیرہ کا ثبوت بھی تواتر سے ہے۔ اور ایسی تمام چیزوں کے خاص احکام ہیں مثلاً مسواک کے بارے میں کہا جائیگا کہ مسواک سنت ہے اور یہ جاننا کہ یہ سنت ہے یہ بھی مسنون ہے، اس سے ناواقفیت محرومی ہے اس کا ترک سبب عتاب ہے، اس کے مسنون ہونے کا عقیدہ رکھنا فرض ہے اور اس کی سُنّیت کا انکار کفر ہے کیونکہ یہ تواتر عملی سے ثابت ہے۔ دین اسلام کے تمام عقائد و شعائر جو اہل سُنت والجماعت نے اپنا رکھے ہیں وہ صحابہ کرامؓ پھر تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے ذریعہ ایک خاص تسلسل کے ساتھ ہم تک پہنچے ہیں یہ ہی وہ طبقے ہیں کہ دین پر عمل کرنے کے لیے سب سے پہلے ان پر نظر ڈالنی ضروری ہوتی ہے کیونکہ یہ وہ حضرات ہیں جو عقائد و علوم نبویہ کے حامل ہونے میں یکساں طور پر ذمہ داریاں اُٹھائے چلے آرہے ہیں، ان کی راہ سے ہٹنا گمراہی ہے۔

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَسَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَ تْ مَصِیْرًا ۔ (سورۃ النساء)

''اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے جبکہ اِس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور چلے سب مسلمانوں

کے رستہ کے خلاف تو ہم اُسے وہ ہی طرف دے دیں گے جو اُس نے اختیار کی ہے اور ہم اُسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُری جگہ ہے''۔

اس لیے علماءِ صحابہ علماءِ تابعینؒ اور جو اُن کے بعد سے آج تک آرہے ہیں اُن کے گروہ کی پیروی باعث نجات ہے یہی گروہ سوادِ اعظم کہلاتا ہے یہی وہ گروہ ہے جسے فرقۂ ناجیہ قرار دیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے۔ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ (نجات پانے والا وہ ہی گروہ ہے جو اُس راہ پر ہو کہ) جس پر میں ہوں اور میرے صحابہؓ ۔

نیز ارشاد فرمایا گیا :

لَا یَجْمَعُ اللّٰہُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ عَلَی الضَّلَالَۃِ اَبَداً وَقَالَ یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ فَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ . (حاکم ، مستدرک ص ۱۱۵ ج۱ عن ابن عمر و ابن عباس و انسؓ)

''اللہ تعالیٰ اِس اُمت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ (مدد) جماعت کے ساتھ ہے، اس لیے سوادِ اعظم کی پیروی کرتے رہو کیونکہ جو الگ ہوتا ہے وہ اکیلا جہنم کی طرف الگ کر دیا جاتا ہے''۔

حضرت ابوذر غفاریؓ اور دیگر صحابۂ کرامؓ روایت فرماتے ہیں :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ قِیْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ. (مستدرک ص ۱۱۷)

''نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھر بھی جدا ہوا تو اُس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے اُتار پھینکا''۔

ایک بار حضرت عمرؓ نے جابیہ میں خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کی حدیث نقل فرمائی جس میں ایک جملہ یہ ہے۔

فَمَنْ اَرَادَ مِنْکُمْ بُحْبُوْحَۃَ الْجَنَّۃِ فَلْیَلْزَمِ الْجَمَاعَۃَ . (مستدرک ص ۱۱۴)

''تم میں سے جو بھی جنت کا اعلیٰ حصہ حاصل کرنا چاہتا ہو تو اُسے جماعت کے ساتھ رہنا چاہیے''۔

جماعت سے مراد جماعت صحابہؓ ہے اہل ِسنت والجماعت وہی لوگ ہیں جو سنت کو مانتے ہوں اور جماعت صحابہؓ کے پیروکار ہوں۔ جب صحابۂ کرامؓ اطرافِ عالم میں پھیلے تو اُن سے دین سیکھنے والے علماء بھی اِسی طرح پھیل گئے۔

صحابۂ کرام کی بڑی بڑی فہرستیں کہ کون کون صحابی کس کس مقام پر گئے اَور کتنی تعداد تھی، طبقات ابن سعد میں ہیں۔ لیکن حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی معرفۃ علوم الحدیث میں مختصر فہرست صرف تین صفحات میں دی ہے۔ البتہ انہوں نے تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے مشہور ائمہ ثقاۃ کی فہرست جو شرقاً غرباً معروف تھے خاصی طویل یکجا کر دی ہے ان کے نام دہرانے تو اس مضمون میں ممکن نہیں اَلبتہ مقامات کے نام اَور یہ کتنی کتنی سطور میں ہے، ذکر کرتا ہوں۔

اہلِ مدینہ کی فہرست ۱۴ سطروں میں	اہلِ کوفہ کی فہرست ۲۷ سطروں میں
اہلِ مکہ کی فہرست ۶ سطروں میں	اہلِ جزیرہ کی فہرست ۱۰ سطروں میں
اہلِ مصر کی فہرست ۵ سطروں میں	اہلِ بصرہ کی فہرست ۲۲ سطروں میں
اہل شام کی فہرست ۲۰ سطروں میں	اہلِ واسط کی فہرست ۴ سطروں میں
اہلِ یمن کی فہرست ۹ سطروں میں	اہلِ خراسان کی فہرست ۱۹ سطروں میں
اہل یمامہ کی فہرست ۲ سطروں میں	

(معرفۃ علوم الحدیث از ص ۲۴۰ تا ۲۴۹)

یہ فہرست خیر القرون کے قرنِ ثانی اور قرنِ ثالث کے ائمہ معروفین پر مشتمل اور اسی دور میں مسائل وقضایا اور اصول فقہ وغیرہ سب مرتب ہو گئے اور پوری دُنیا میں پھیل گئے۔

ان ہی علماء اُمت کا عمل اہلِ اسلام کے نزدیک معتبر چلا آرہا ہے اور اِسی کا نام ''تعامل'' ہے۔ مثلاً امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف اہلِ مدینہ کا عمل بھی حدیثِ صحیح سے زیادہ قوی ہے کیونکہ اہلِ مدینہ کے بارے میں صحابۂ کرام کی یہی رائے تھی کہ وہاں کے باشندوں کا عمل بہت بعد تک وہی رہا جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھا مثلاً حضرت انس رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اُن سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے اب تک آپ نے ہم میں کیا تبدیلی دیکھی ہے تو انہوں نے فرمایا۔

مَا اَنْکَرْتُ شَیْئًا اِلَّا اَنَّکُمْ لَا تُقِیْمُوْنَ الصُّفُوْفَ . (رواہ البخاری ص۱۰۰)

''میں نے تم لوگوں میں کوئی چیز اجنبی اور نئی نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ تم صفیں صحیح طرح دُرست نہیں کرتے''۔

امام شافعیؒ بھی بعض جگہ ارشاد فرماتے ہیں :

ھٰکَذَا اَدْرَکْتُ بِبَلَدِنَا بِمَکَّۃَ .

''میں نے اپنے شہر مکہ میں اسی طرح لوگوں کو (علماء کو) کرتے دیکھا ہے''۔

صلاۃ خوف کے بارے میں قرآن پاک میں آتا ہے :

وَاِذَا کُنْتَ فِیْھِمْ ....

''یعنی اے رسول ﷺ جب تم ان میں ہو تو اِس طرح صلاۃ خوف ادا کرو''۔

اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صلاۃ خوف ادا کرنے کا جو طریقہ قرآن کریم میں پانچویں پارہ میں بتلایا گیا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھا لیکن تعامل سلف سے معلوم ہوا کہ یہ حکم نبی کریم ﷺ کے سوا دوسروں کے لیے بھی ہے اور آپ کے بعد بھی قائم ہے۔

غرض عقائد و اعمالِ اسلام کی بناء جس طرح قرآن پاک پر ہے اِسی طرح احادیث تواتر اور اجماع پر بھی ہے اور اِن سب کا آپس میں ربط قوی ہے اور ایک مسلمان کو یہ سب چیزیں ماننی ضروری ہیں۔ نیز تعاملِ علماء بھی اہم چیز ہے حتی کہ تَعَامُلِ عُلَمَآءِ بَلَدٍ (یعنی کسی علمی مرکزی شہر کے علماء سلف کا کسی چیز پر متفق ہو کر عمل کرنا) بھی بہت سے مسائل میں آئمہ سلف نے حجت قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل و کرم سے دینِ اسلام کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور اس پر استقامت بخشے۔ آمین۔